34

احباب قادیان کو ہدایات
جلسہ کے لئے

(فرمودہ ۲۳ دسمبر ۱۹۲۱ء)

حضور انور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

چونکہ نیا آنے والا ہفتہ ہمارے سالانہ اجتماع کا ہفتہ ہے اس لئے میں آج اس اجتماع کے متعلق دوستوں کو کچھ ہدایات دینا چاہتا ہوں۔

اول تمام احباب کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہدایات ہماری زندگی کی درستی اور نفع اور فائدہ کے لئے دی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہر ایک مومن کا فرض ہے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔ اکرام ضیف آج کل ذلیل بات سمجھی جاتی ہے لیکن یہ ایسے اعلیٰ درجہ کے رکنوں میں سے ہے کہ اس کے پابند کو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں ضائع نہیں کرتا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی ہوئی تو آپ کو طبعاً گھبراہٹ ہوئی کہ الہام کبھی انعام کے طور پر ہوتا ہے کبھی ابتلاء کے طور پر۔ اسلئے آپ نے گھبرا کر اپنی بیوی سے ذکر کیا کہ ایسے نظارے دیکھے ہیں۔ اور اس قسم کی آوازیں سنی ہیں۔ مجھے ڈر آتا ہے۔ حضرت خدیجہ نے کہا کہ میرے نزدیک یہ خیر ہے۔ **کلا واللہ لا یخزیک اللہ** ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھے ضائع کرے۔[۱] اب سوال ہوتا ہے کہ کیوں نہ کرے۔ ان باتوں میں سے ایک بات کے متعلق حضرت خدیجہ فرماتی ہیں۔ آپ میں مہمان نوازی اور غرباء کی ہمدردی کی صفت پائی جاتی ہے۔ حضرت خدیجہ کی یہ بات کیسی سچی تھی۔ دنیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں آئی۔ لیکن ہر حالت میں حضرت خدیجہ کا یہ فقرہ سنہری حرفوں میں آسمانوں پر لکھا ہوا نظر آتا ہے **کلا واللہ لا یخزیک اللہ**

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور آپ کی خوبیاں جتنی انواع و اقسام کی تھیں۔ ان

کا اندازہ نہ تھا۔ پھر بھی حضرت خدیجہؓ کا ان چند کو لینا جن میں اکرام ضیف بھی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ ان باتوں میں سے ہے کہ جن کا آپ کو بہت خیال رہتا تھا۔ اس بات کو اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا محبوب اور مقرب بنانے میں مہمان نوازی بھی دخل رکھتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو فیضان اترے۔ وہ پہلی زندگی کا نتیجہ تھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ظلماً" وحی نہیں اتاری گئی۔ کہ خدا نے یونہی بغیر کسی وجہ کے اپنی وحی سے آپ کو عزت بخشی۔ بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ ایسا تھا۔ کہ اس میں خدا کا چہرہ نظر آتا تھا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس درجہ پر پہنچانے والی بات مہمان نوازی بھی تھی۔ گویا دنیا پر جو یہ احسان ختم نبوت کا ہوا۔ اس میں ایک ہاتھ مہمان نوازی کا بھی ہے۔ اس لئے قادیان والوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہاں بھی مہمان آنے والے ہیں۔ اس لئے ان کا فرض ہے۔ کہ وہ ان کی خدمت بجا لائیں۔

مشہور ہے کہ اگلے زمانہ کے لوگ مہمانوں کو ڈھونڈا کرتے تھے۔ مگر یہاں خدا تعالیٰ مہمانوں کو خود لاتا ہے۔ بعض لوگ مہمان کو بوجھ سمجھتے ہیں۔ مگر ان کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ کیا وجہ ہے۔ کہ مہمان حضرت اقدس مسیح موعود کے پاس آتے تھے۔ کیوں محمد حسین بٹالوی اور ثناء اللہ یا ابراہیم کے پاس نہیں جاتے تھے۔ کیا وہ روٹی نہیں دے سکتے تھے۔ میرے نزدیک شاید دنیا میں کوئی ایسا شخص نہ ہوگا کہ جب اس کے گھر میں مہمان آئے۔ اور وہ شام کے وقت اس کو روٹی نہ دے۔ اور اس کو گھر سے نکال دے پس یہ خدا کا فضل ہے کہ کسی کے گھر مہمان آئے۔ مہمان چٹی نہیں بلکہ احسان الٰہی ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ جب کسی پر فضل کرتا ہے تو اس کے گھر مہمان لاتا ہے۔ کیونکہ گویا لوگوں نے محسوس کرلیا ہے۔ کہ وہ اس قابل ہے کہ اس کے پاس جائیں۔ اور اس سے کچھ حاصل کریں۔ اور وہ زمین پر خدا کی ربوبیت کا مظہر ہوتا ہے۔ ڈاکوؤں اور چوروں کے پاس شریف لوگ مہمان نہیں جایا کرتے۔ حالانکہ اگر کوئی ڈاکو کے پاس جائے۔ تو وہ بھی روٹی دے گا۔ پس سوال روٹی دینے کا نہیں۔ بلکہ یہ ہے کہ کوئی اس کے پاس سے کھا بھی سکتا ہے کہ نہیں۔ پس مہمانوں کو کسی کے گھر لانا خدا کے فضل ہے اس لئے اس کی قدر کرنی چاہیئے۔ اس کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔

میں نے بتایا ہے کہ مہمان نوازی کے اصول میں یہ بھی ہے۔ کہ میزبان دیتا ہے۔ بعض دفعہ نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے۔ لیکن یہ نقصان مضر نہیں۔ لوگ ہمارے پاس آتے ہیں۔ جب باہر جائیں۔ تو وہاں ملتے ہیں۔ اور باہر جہاں ٹھہرتے ہیں۔ وہ بھی ہمارے ہی گھر ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہماری جماعت کے ہوتے ہیں یا کرائے کے مکان پر ٹھہرتے ہیں۔ تو وہ بھی اپنے ہی مکان ہوتے ہیں۔ تو جب وہ لوگ آتے ہیں تو بہت دفعہ سختی اور سخت کلامی بھی کرتے ہیں۔ مگر جب وہ جاتے ہیں۔ تو وہ دل میں محسوس کرتے ہیں۔ کہ یہ لوگ کس قسم کے ہوتے ہیں۔

پس بعض دفعہ مہمان کے سامنے دبنا پڑتا ہے۔ لیکن وہ دبنا ذلت نہیں۔ کیونکہ نیچا اور اونچا ہونا نسبتی امر ہے دیکھو چھت ہمارے سر پر ہے۔ اور اونچی ہے۔ مگر ایک چیونٹی جو چھت پر چل رہی ہو۔ اس کے لئے زمین اونچی ہے۔ اور چھت نیچی۔ مقابلہ کرنا جرأت کا کام ہے۔ لیکن ماں باپ سے مقابلہ بری بات ہے۔ اور ذلت ہے۔ دشمن کے مقابلہ میں بعض اوقات اڑنا عزت کی بات ہے۔ تو ایک تو یہ ہدایت ہے کہ مہمانوں کے ساتھ نرمی کا سلوک ہونا چاہیئے۔ علاوہ ہمارے بھائیوں کے سینکڑوں غیر احمدی ہوتے ہیں۔ تم ہزار تقریر کرو۔ اگر تمہارا سلوک سخت ہو تو وہ تمہاری تقریروں پر یہی کہیں گے کہ یہ مکار لوگ ہیں۔ اوپر سے کچھ ہیں اور اندر سے کچھ۔ تمہاری میٹھی باتوں کو وہ برے سلوک سے کڑوی سمجھیں گے۔ پس مہمان سے اچھا سلوک کیا بلحاظ خدا کا قرب حاصل کرنے کے اور کیا بلحاظ اس کے کہ سینکڑوں غیر احمدیوں کو جو ہمارے جلسہ پر آتے ہیں۔ اس کی وجہ سے ہمارے متعلق فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ اگر سلوک اچھا ہو تو وہ لوگ ہماری دلیلوں کے محتاج نہ ہوں گے۔ اور حضرت اقدس کی صداقت کو ثابت شدہ حقیقت سمجھیں گے۔

دوسری نصیحت یہ ہے۔ کہ ہزاروں قسم کے خطرات ہوتے ہیں۔ کئی لوگ جوش میں بیماروں کو چھوڑ کر آتے ہیں۔ کئی حفاظت صحت کا خیال نہیں کرتے۔ اور بھی کئی قسم کے ابتلاء ہوتے ہیں۔ جہاں انعام ہوتے ہیں۔ وہاں ابتلاء بھی ہوتے ہیں۔ ممکن ہے رستہ میں تکلیف ہو یا یہاں مہمان داری میں بوجہ انبوہ اور کثرت کے تکلیف ہو۔ کیونکہ جیسے ایک آدھ آدمی کی خدمت ہو سکتی ہے ویسی اتنے احباب کی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ممکن ہے جسمانی یا روحانی رنگ میں صحت روحانی یا جسمانی کو تکلیفات ہوں۔

اس لئے میں احباب کو نصیحت کرتا ہوں کہ مخلصانہ طور پر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انعامات سے متمتع کرے۔ اور نقصانات کے پاس جانے سے بھی بچائے۔ آمین۔

(الفضل ۲۶ر جنوری ۱۹۲۲ء)

ا۔ بخاری باب بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم